Cosmos Multidisciplinary Research E-Journal
Online Available at www.cmrj.in
Recognized International Peer Reviewed Journal
Impact Factor 5.69
ISSN No. 2456-1665

طارق قمر نئے لہجے کے مابعد جدید شاعر

ریسرچ اسکالر: کاشف رضا قائم رضا، سنرائز یونیورسٹی، الور، راجستھان
نگراں-پروفیسر سیّد آصف زکریا، سنرائز یونیورسٹی، الور، راجستھان

TOPIC: TARIQ QAMAR, THE POST MODERN POET OF NEW STYLE

Research Scholar: KASHIF RAZA KAYAM RAZA, Dept. of Urdu, Sunrise University, Alwar, Rajasthan

EMAIL: KRAZA.88@gmail.com Mobile 9759673085

Research Guide: Prof. Syed Asif Zakriya, Head, Dept. of Urdu, Sunrise University, Rajasthan

گزشتہ اوراق میں ڈاکٹر طارق قمر کی شاعری اور شخصیت اور صحافتی مصروفیات کا تفصیلی گیا گیا طارق قمر اکیسویں صدی کے جدید لب ولہجہ کے نمائندہ شاعر ہیں انھوں نے اپنی شاعری کے ذریعہ اس دور کے ناقدین اور ادبی شخصیتوں کو چونکنے پر مجبور کر دیا ہے۔ منفرد لب ولہجہ کے شاعر ڈاکٹر طارق قمر کا خمیر اتر پردیش میں واقع ضلع سنبھل سے اٹھا ہے۔ اس مردم خیز مٹی نے بڑے بڑے علماء حکماء ادباء اور شعراء کو جنم دیا، طارق قمر کے گھر کا ماحول بھی ادبی اور شاعرانہ تھا۔ آپ کے والد جناب سید عقیل احمد عقیل سنبھلی سنبھل اور اس پاس کی ادبی محفلوں کی جان اور شان مانے جاتے تھے۔ عقیل سنبھلی پیشے سے انگریزی ادب کے استاد تھے لیکن ان کی شہرت استاد شاعر کی حیثیت سے زیادہ تھی۔

سنبھل اور ارد گرد میں ہونے والی مجلسوں اور شعری محفلوں نے طارق قمر کو ان کی طالب علمی کے دور میں ہی اپنے رنگ میں رنگ لیا تھا۔ تب ہی سے وہ بڑی سنجیدگی مستعدی اور مستقل مزاجی سے شعر و ادب کو گلے لگائے ہوئے ہیں اور آج بھی بہترین ادب تخلیق کر رہے ہیں۔ ان کا کلام کل بھی معیاری رسائل اور جرائد میں شائع ہوتا تھا اور آج بھی اخبارات و رسائل فرمائش کر کے ان کا کلام چھاپنے میں اپنے اخبار و رسائل کا وقار سمجھتے ہیں۔ طارق قمر تین عدد پوسٹ گریجویٹ (انگریزی، اردو، جرنلزم ماس کمیونیکیشن) گولڈ میڈل ہیں۔ اس کے علاوہ سول انجینیرنگ علی گڑھ سے ڈگری لی ہے۔ دیگر کورسز سے بھی سرفراز ہیں۔ وہ نہایت اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں اردو غزل میں امیجری سے بھی ہے حال ہی میں انھیں ڈی لٹ کی اعزازی ڈگری سے بھی نوازا گیا ہے۔ اس لئے ان کے افسانے ہوں شاعری ہو غزل یا نظم نثری مضامین یا صحافتی مضامین نہ صرف ایسے تعلّم، تعقل تفکر اور تدبّر کو بروئے کار لا کر اس کے مزاج و منہاج اور ہیئت و ماہیت کو سمجھتے ہیں بلکہ فن کی بلندیوں کو بھی بہ آسانی چھو لیتے ہیں۔

طارق قمر نئے لہجے کے مابعد جدید شاعر ہیں، ان کی زبان سادہ شگفتہ اور صاف ہے۔ انھوں نے متعدد اصناف سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ غزل نظم قطعہ رباعی، قصیدہ، سلام حمد و نعت منقبت ماہیے ہائیکو تشطیر ہائیکو وغیرہ۔ لیکن وہ شعر نظم اچھی لکھتے غزل اچھی کہتے ہیں یہاں غزل کا تعارف پیش کرنا مقصود ہے، طارق قمر کی خصوصیت زبان و اظہار کی سادگی ہے لہجے اور آہنگ کی ندرت ہے جس کی تہہ میں تجربات و مشاہدات کی ایک دنیا آباد ہے۔

بقول پروفیسر شارب ردولوی: ''وہ اپنے تجربہ اور مشاہدے کو بیان کرنے میں کسی طرح کی آمیزش تصنع اور بناوٹ سے کام نہیں لیتے وہ جس رخ محسوس کرتے ہیں اسی طرح بیان کر دیتے ہیں۔ کبھی کبھی تو ان کی شاعری مکالمہ محسوس ہوتی ہے اور پڑھنے یا سننے والا اسے اپنے دل کی بات سمجھتا ہے قاری اور فنکار کی یہ قربت بہت بڑی چیز بھی عام زبان کو شعری زبان کی شکل مین استعمال کرتے ہیں''(ماخوذ از شجر سے لپٹی ہوئی بیل)

پروفیسر شارب ردولوی محقق ونا قد: ''طارق قمر اس بات کا خیال رکھتے ہیں کہ ان کے اشعار بوجھل نہ ہونے پائیں اور زندگی و تہذیب سے ان کا رشتہ ٹوٹنے نہ پائے وہ اپنی غزلوں میں اکثر استعاروں سے کام لیتے ہیں۔''

ان اشعار میں سادہ زبان میں بظاہر عام سی بات کہی گئی ہے لیکن شجر کے استعارے شعر کو ایسا نہج دار بنا دیا ہے کہ ایسے تہذیبی سیاق سباق میں دیکھیں یا سیاسی پس منظر میں پڑھیں یا پھر عام حالات کو روشنی میں اس کا تجزیہ کریں ہر پہلو سے ایک نیا لطف آئیگا۔

تیز ہواؤں کی چاپ گزرتی رہتی ہے

سوکھے پتے شور مچاتے رہتے ہیں

مندرجہ بالا اشعار میں سوکھے پتے، سبز ہوا وغیرہ اور تصویر، رشتوں کی تہذیب بالکل سامنے کی باتیں ہیں لیکن ان کے استعاراتی معانی پر غور کریں تو اشعار میں کتنے ہی نئے پہلو نظر آئیں گے۔ان کے یہاں غزل کا لہجہ اور غزل کے موضوعات بدلے ہیں لیکن انہیں پڑھتے وقت محسوس ہوتا ہے کہ غزل نے ایک عہد عبور کر لیا ہے۔

زبان کا عہد، فکر کا عہد، اظہار کا عہد اس تبدیلی کے باوجود طارق قمر کے یہاں غزل کا تہذیبی رکھ رکھاؤ ہے جو اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ انھوں نے اپنے ادبی ورثہ سے رشتہ کو ٹوٹنے نہیں دیا ہے۔ان کی غزلوں میں تقدس محبت کی معراج اور شاعری کا معیار ہے پاس وفا ایسا کہ لفظ بھی لب تک لانا گوارہ نہیں اور احساس تقدیس ایسا کہ دامن تک چھونا گوارہ نہیں لب ولہجہ ملاحظہ کیجئے:

ڈرتا رہتا ہوں کہ بارش میں نہ بہہ جائے کہیں

اس نے اک گھر جو بنایا ہے مری آنکھوں میں

طارق قمر غم والم کے ہوتے ہوئے بھی یاس ونا امیدی کا شکار نہیں ہوئے وہ رجائیت پسند آس وامید کے شاعر ہیں:

طلب کی منزلیں طے کرنا اپنے بس کا نہیں

ہزار بار وہاں جا کے لوٹ آئے ہیں

حُسن ادا کی ندرت کو شعر میں اہم مقام حاصل ہے یہی وہ خوبی ہے جہاں فرسودہ اور پامال مضامین بھی نیا لطف پیدا کرتے ہیں۔آج کا انسان اس بھری دنیا میں بہت ہی تنہا اور اداس ہے محروم اور مضطرب ہے،اس کی پیکر تراشی بڑے شعری ریاض کے بعد فنی پختگی کی متقاضی ہے۔طارق قمر کا شعری شعور ان کی شاعرانہ صلاحیت مدّتوں سے برتے جارہے الفاظ سے جدید علامات واستعارات کی بنیاد پر ایسے حسیاتی پیکر تشکیل کرتی ہے کہ ہر نقطہ بول اٹھتا ہے:

میں سوچتا ہوں کہ تنہا سفر کٹے گا مگر

اداسیاں بھی مرے ساتھ چلنے لگتی ہیں

یہ اشعار اعلیٰ شعری ادب کی ترجمانی کرتے نظر آتے ہیں اور سہل ممتنع کی بھی اعلیٰ مثال ہیں۔ان کی غزل کے بارے میں ڈاکٹر بشیر بدر لکھتے ہیں:

”طارق کو معلوم ہے کہ غزل حیات و کائنات کی خوبصورتی کی حفاظت کا فن ہے۔ غزل کی احتیاط میں منفی پہلوؤں کو نظرانداز کرنے کا ہنر غزل کا حُسن ہے۔ فکر احساس جذبہ اکی رحمت و برکت کے آئینہ خانے ہیں اس تعمیری حُسن کے لفظی اظہار کی غزل میں تنقید کی گنجائش نہیں ہے۔ یہ غزل خیر و برکت کی اکائی ہے۔ تشریح نہیں تصویر ہے اس لئے بے لگام طنزیہ تنقید بھی اس غزل کی تنقید نہیں ہو سکتی غزل کی تنقید تعمیری حُسن ہے اور طارق قمر کی فکر حُسن و خیر و برکت کی اس اکائی کو زندہ و تابندہ بنانے میں مائل ہے۔ طارق قمر شعوری و لاشعوری طور پر غزل کے بنیادی مزاج کے امانتدار ہیں۔ خوبصورت شاعری کا طویل ہوتا یہ سلسلہ اللہ کی عطا ہے۔“

غزل اردو شاعری کی آبرو ہے۔ غالب تنگنائے غزل سے پریشان تھے اُن کو کچھ اور وسعت چاہئے تھی اپنے بیان کے لئے لیکن جدیدیت کے علمبردار شعراء نے غزل کے کینواس کو اتنا وسیع کر دیا ہے کہ عشق و عاشقی ہجر و وصال جام و مینا کے حصار سے نکل کر عوامی، قومی، ملکی اور بین الاقوامی مسائل پر بھی نظر رکھنے لگے ہیں طارق قمر تک آتے آتے شاعری بھی نہ صرف ذاتی رہی ہے بلکہ کائناتی ہو گئی ہے اور کائنات کے روز افزوں بدلتے رنگوں سے شاعر متاثر ہوتا ہے حساس دل بیتاب ہوتا ہے تو بے ساختہ کہہ اٹھتا ہے:

ہمارا درد کبھی روشنی نے سمجھا نہیں

ہم اپنا درد اندھیروں سے کہہ نہیں پائے

ڈاکٹر کشور جہاں زیدی تحریر کرتی ہیں کہ:-

”طارق قمر کے اندر ہونے والی شکست و ریخت سے اٹھنے والا شور ہی اس کی شاعری کی شناخت ہے اور شعور روح کے سناٹوں اور خاموشی سے متصادم ہوتا ہے تک اور آواز جنم لیتی ہے یہ آواز ہی طارق کی شاعری کی آواز ہے۔ ادبی اور علمی رویّوں نے اس آواز کے وقار میں اضافہ کیا ہے زندگی کے مطالعے مشاہدے اور موضوعات کی ندرت نے اسے آفاقیت عطا کی ہے۔

زبان و بیان پر غیر معمولی قدرت و دسترس اور منفرد طرز اظہار نے اس کے معیار کو بلند کیا ہے۔ اس آفاقی شاعری کے پس منظر میں طارق کی ذاتی سعی و جستجو کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا لیکن بلاشبہ یہ اللہ کی عطا ہے۔“

بقول پروفیسر گوپی چند نارنگ: ”ادبی روایت طارق کے خون کا حصّہ ہے اور زبان و بیاں پر ان کی گرفت مضبوط ہے۔ لکھنے والوں نے شاعری کا پہلا سبق اور دوسرا سبق بھی لکھا ہے لیکن عمل کرنے والوں نے دیکھ لیا کہ شاعری محض اسباق کے زور پر کچھ چیز دگر عمل دخل رہتا ہے۔ جس کے لئے ذہن رسا بھی چاہئے اور دل گداختہ بھی۔ طارق قمر کے یہاں ایک چنگاری ہے جو مخالف ہواؤں کی رد میں آتے ہی سلگ اٹھتی ہے یہ جتنا توفیق ایزدی پر منحصر ہے اتنا ذاتی سعی و جستجو اور اندر کی آگ پر بھی“ (طارق قمر کے شعری مجموعہ سے ماخوذ)

طارق قمر ایسی شخصیت کا نام ہے ہندوستان ہی نہیں بیرون ملک کے نامور ناقد اور محققین نے خراج تحسین پیش کیا ہے۔ ہندوستان کے معروف قدآور ناقد شمس الرحمٰن فاروقی کو ان کی شاعری میں ”جدیدیت کے بنیاد گزار شعراء کی جھلک دکھائی دیتی ہے، تو پروفیسر شارب ردولوی کو ان کے اشعار میں موضوعات کا تنوع ملتا ہے۔“ ملک زادہ منظور احمد نے طارق قمر کو نئے رجحانات و امکانات کا شاعر ہونے کی نوید دی ہے وہ لکھتے ہیں:

”میں نے جب جب ان کا کلام ملک و بیرون ملک کے مشاعروں میں سنا یا رسائل میں پڑھا مجھے ایک طرح کی نئی چونکا دینے والی چنگاری سے متعارف ہونا پڑا۔آئے دن کے مشاہدات اور نگاہوں کے سامنے پھیلے ہوئے منظر نامے میں جو خطرات پوشیدہ ہیں طارق ہمیں ان سے آشنا کرتے ہیں“(پروفیسر ملک زادہ منظور احمد ماخوذ مجموعہ کلام طارق قمر)

پروفیسر وسیم بریلوی طارق قمر کی شاعری کو نئے آہنگ کی مہذب بصیرت سے تعبیر کرتے ہیں آپ لکھتے ہیں۔”گزشتہ پچاس برسوں میں بے شمار آوازیں شعری فضا میں ابھریں، پسندیدگی اور پذیرائی کے مرحلوں سے گزریں لیکن ان آوازوں میں ایک الگ سی آواز طارق قمر کی ہے۔اس معتبر آواز میں روایت کی محبوبیت بھی ہے اور نئے آہنگ کی مہذب بصیرت بھی خود احساسی بھی ہے خود اعتمادی اور خود آگہی بھی“(گنگا جمنا کے ساحلوں پر مصنف ڈاکٹر کشور جہاں زیدی)

طارق قمر کی شاعری کی ایک نئی اور خوش کن بات یہ کہ انھوں نے ہر آن رنگ بدلتی ہوئی زندگی کے مزاج کو بڑی فنکاری اور ہوشیاری سے سمجھا ہے

طارق قمر نے غزل میں تعلیقات کربلا کا بھرپور استعمال کیا ہے جدید غزل نے کربلائی استعاروں سے بڑا استفادہ کیا ہے۔حُسن کمال یوسف، افتخار عارف، عرفان صدیقی، مصور سبزواری اور بہت سے ایسے نام ہیں جنھوں نے کربلا کے معاملات سے اپنی غزلوں میں نئے ابواب کھولے ہیں۔ان میں ایک روشن نام ڈاکٹر طارق قمر کا ہے۔جنھوں نے اپنے پیش رویوں کی علامتوں اور استعاروں سے فائدہ اٹھایا ہے لیکن اہم بات یہ ہے کہ ان کا لہجہ ترشا ہوا اپنی الگ شناخت کا حامل ہے۔طارق قمر کے لہجے کی انفرادیت اور شعری رویوں پر خوش گوار حیرت ہوتی ہے۔چند اشعار پیش خدمت ہیں:

تیغ کو آرزوئے بیعت ہے

آج انکار ہی میں عزّت ہے

کاشف رضا قائم رضا ہمز ارٔ یونیورسٹی، الور، راجستھان